www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

خلع کے بعد طلاقِ ثلاثہ کی حیثیت

سوال

مسماۃ ــــ صاحبہ کا نکاح بطریق شرع محمدی میاں ــــ صاحب سے مورخہ ۸۱-۱۰-۲۴ کو انجام پذیر ہوا۔ حق مہر مبلغ پچاس ہزار روپے معجل مقرر ہوا مگر نکاح کے بعد اس کی ادائیگی نہ ہوئی۔ ان دونوں سے ایک بچی موجود ہے۔

میاں بیوی میں معمولی اختلاف جو کہ بنیادی طور پر مزاج کی عدمِ یگانگت تھی، عدالتی تنازعہ کی شکل اختیار کر گیا۔ ــــ صاحبہ نے جون ۱۹۸۴ء میں تین دعوے جات (۱) دعویٰ برائے طلاق (۲) دعویٰ برائے وصولی حق مہر (۳) دعویٰ برائے وصولی خرچہ خود و نابالغ دختر برخلاف میاں ــــ صاحب عدالت میں داخل کئے۔ میاں ــــ صاحب نے بھی جواباً ایک دعویٰ برائے اعادہ حقوق زن آشوئی بخلاف ــــ صاحبہ دائر کیا۔

مقدمات میں کچھ پیش رفت کے بعد فریقین نے آپس میں خلع کی بنیاد پر علیحدگی کا فیصلہ کر لیا اور اس سلسلے میں ایک یادداشت دونوں نے تحریر کی۔

ــــ صاحبہ اپنے حق مہر مبلغ پچاس ہزار روپے سے دست بردار ہو گئی اور بچی کو بھی اسی کی تولیت میں دے دیا گیا جس کے اخراجات کی کفالت کے لئے ابتدائی طور پر مبلغ -/۴۰۰ روپے ماہانہ ــــ صاحب نے ــــ صاحبہ کو ادا کرنے تھے۔ بچی کے سکول میں داخلہ کے بعد اس میں ایزادی فریقین کے مشورہ سے طے پائی تھی۔

ان دونوں امور (حق مہر سے دست برداری + تولیتِ دختر) کے عوض ــــ صاحب نے ــــ صاحبہ کو خلع طلاق دینی تھی۔ علاوہ ازیں فریقین نے آپس میں جہیزی اشیاء کا تبادلہ بھی کر لیا۔

مذکورہ راضی نامہ کے بعد میاں ــــ صاحب نے وکلائے فریقین و ــــ صاحبہ کی موجودگی میں عدالت کے روبرو ــــ صاحبہ کو تین دفعہ طلاق دی جس کے بعد سے فریقین علیحدہ رہ رہے ہیں جبکہ دونوں میں سے کسی نے عقد ثانی نہیں کیا۔ بچی کی تولیت ــــ صاحبہ کے پاس ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس خلع (طلاق) سے قبل فریقین میں کوئی ایسا واقعہ طلاق کا وقوع پذیر نہیں ہوا۔
میاں ــــ صاحب کے مطابق فریقین میں علیحدگی کا فیصلہ خلع کی بنیاد پر ہوا تھا مگر شاید وکلائے فریقین نے علیحدگی کے لئے طلاق کا دیا جانا بھی ضروری سمجھا اور اس لئے ان کے مشورہ پر انہوں نے تین دفعہ طلاق کا اعلان کیا۔

استفتاء

(۱) کیا خلع کی بنیاد پر علیحدگی کے لئے طلاق کا دیا جانا ضروری ہے؟
(۲) صحیح اسلامی قانون سے ناواقفیت کی وجہ سے مندرجہ بالا حالات میں طلاق کا کیا اثر ہے؟
(۳) کیا شریعتِ مطہرہ کے مطابق میاں ــــ صاحب ــــ صاحبہ سے درمیانی عقد (جسے عرف عام میں حلالہ کہتے ہیں) کے بغیر دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔

احقر العباد
ملک محمد نواز ایڈووکیٹ

جواب

مذکورہ بالا تفصیلاتِ واقعہ کی روشنی میں تین نکات کے بارے میں شرعی رائے پوچھی گئی ہے۔ جس میں پہلا سوال یہ ہے کہ (کیا خلع کی بنیاد پر علیحدگی کے لئے طلاق کا دیا جانا ضروری ہے؟) اور تیسرا سوال یہ ہے "کیا شریعتِ مطہرہ کے مطابق میاں ــــ صاحب ــــ صاحبہ سے درمیانی عقد (جسے عرف عام میں حلالہ کہتے ہیں) کے بغیر دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں؟" جن کا جواب یہ ہے کہ خلع کے بارے میں فقہاء کا یہ اختلاف تو موجود ہے کہ خلع طلاق ہے یا صرف فسخِ نکاح۔ تاہم دونوں آراء کی موجودگی میں فقہاء اس امر پر متفق ہیں کہ صرف خلع سے ہی میاں بیوی کی جدائی ہو جاتی ہے لہٰذا خلع کے بعد کسی نئی طلاق کی ضرورت نہیں۔ مذکورہ واقعہ میں میاں بیوی کے درمیان خلع کی صورت میں جدائی پر راضی نامہ کے باوجود خاوند نے بیوی کو تین دفعہ طلاق بھی دے دی حالانکہ اس طلاق کی کوئی ضرورت تھی اور نہ شرعی اور قانونی الگ تاثیر۔ لہٰذا یہ طلاق لغو طلاق ہے، کیونکہ مقصد حاصل ہو جانے کے بعد کسی چیز کو مستقل طور پر وارد نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ رسول ﷺ سے مروی ہے لا طلاق قبل نكاح..... الحديث ــــ ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۶۰ یعنی نکاح کی غیر موجودگی میں طلاق نہیں ہوتی، یہ حدیث جو اسی طرح کی دیگر احادیث اور اقوال صحابہ کے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مجموعہ سے معتبر ہو کر طلاق کی ضرورت کی بنیاد پر روشنی ڈالتی ہے، کا مضمون بھی اسی موقف کی تائید کرتا ہے کہ جب خلع ہی سے جدائی ہوگئی تو دوبارہ نکاح سے پہلے طلاق کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

البتہ لفظ طلاق کو اگر خلع کی ہی تاکید قرار دیا جائے پھر بھی خلع کے احکام پر مزید کوئی اضافہ نہ ہوگا، خلع زیادہ سے زیادہ ایک طلاق بائن ہے۔ کیونکہ تاکید مؤکد (اصل) پر کوئی اضافہ نہیں ہوا کرتی، علاوہ ازیں تین طلاق کا مقصد بھی طلاق بائن ہی ہوتا ہے جو خلع کی صورت میں حاصل ہو چکا ہے لہٰذا صورتِ مسئولہ میں تین طلاق وہ صورت نہیں جو عام حالات میں پیش آتی ہے۔ باوجودیکہ قرآن وسنت اور معروف فقہاء کی یہ معیاری تحقیق ہے کہ ایک ہی مرتبہ کی تین طلاق ایک طلاق ہی شمار ہوں گی۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ﴾ (بقرہ، آیت ۲۲۹) طلاق (رجعی) کے دو موقعے ہیں اور نبی اکرم ﷺ اور خلفاء راشدینؓ کا طرز عمل صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۰۹۹ میں حبرالامۃ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

"کان الطلاق علی عھد رسول اللہ ﷺ وابی بکر و سنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ، فقال عمر: ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناۃ، ولو امضیناہ علیھم؟ فامضاہ علیھم"

نبی اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت اور دو سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اکٹھی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی رعایت (متعدد مواقع) کو یکجا کرنے کے بالمقابل ان لوگوں کے غلط طرز عمل (کی سزا کے طور) پر اسے طلاق بائن قرار دے دیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ فقہائے امت کا تین طلاقیں اکٹھی دینے کی حرمت پر اجماع ہے۔ اگرچہ اس غلط کام کے موثر ہونے کے بارے میں علماء اختلاف کرتے ہیں کہ ایک طلاق کے حق سے تجاوز کی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔ اگر واقع ہوگی تو کتنی؟ شیعہ ایسی صورت میں کسی بھی طلاق کے قائل نہیں جبکہ اہل سنت میں ایک طلاق واقع ہونے یا تین طلاق واقع ہونے پر اختلاف ہے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ نے نبی پاک ﷺ کی طرف سے شریعت کی تکمیل کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شریعت پر پختگی کے معروف طرز عمل اور ان کے شدید متابعتِ سنت کے جذبہ کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس سختی کو صرف انتظامی اور انسدادی کاروائی قرار دیا ہے۔ یعنی یہ امر انتظام وانصرام اور ملکی سیاست کی قبیل سے ہے، اسے شریعت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اضافہ قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ ہی خلفاء راشدینؓ ایسی جرات کر سکتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ زیر بحث مقدمہ میں خلع اگر طلاق بھی شمار ہو تو صرف ایک ہی موقع طلاق استعمال ہوا ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

باقی رہا درمیانی نکاح (حلالہ) اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی بدکاری (زنا) قرار دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں حلالہ کرنے والوں کو سنگسار کردوں گا۔ (حلالہ کا مسئلہ اس وقت یہاں زیر بحث نہیں۔)

اندریں حالات قرآن و سنت اور تعبیر فقہاء کی روشنی میں مذکورہ بالا دونوں سوالات کا جواب یہی ہے کہ میاں ــــ اور ــــ کے نکاح جدید کے سلسلے میں کوئی رکاوٹ نہیں اور جس چیز کی شرع نے اجازت دی ہو اس کے بارے میں کسی حاکم کی نئی اجازت کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔

جہاں تک دوسرے نکتہ (صحیح اسلامی قانون سے ناواقفیت کی وجہ سے مندرجہ بالا حالات پر طلاق کا کیا اثر ہے؟) کا تعلق ہے اس کا جواب درج ذیل ہے:

اصول فقہ و اجتہاد میں ناواقفیت اور خطا کی بنا پر قاعدہ یہ ہے کہ ناواقفیت یا خطا ثابت ہوجائے تو پھر عام حالات میں کسی اقدام کی تاثیر معتبر نہیں ہوا کرتی۔ اگرچہ اجتہادی اصولوں کی بحث میں اہل علم نے دارالاسلام اور دارالحرب وغیرہ کی تقسیم یا حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بعض امتیازات کی بحثیں درج کی ہیں لیکن ان بحثوں کا بنیادی تعلق اقدام کرنے والے کے علم یا اقدام کی سنجیدگی سے ہے۔ مذکورہ صورت حال اس سلسلے میں بالکل واضح ہے کہ خلع کی صورت میں جدائی ہوجانے کے بعد طلاق کا اقدام ناواقفیت ہے اور خطا بھی۔ دونوں صورتوں میں ایسا اقدام موثر نہیں ہوتا لہٰذا اس سلسلے میں حضرت رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی واضح ہے:

ان اللہ تجاوز عن امتی الخطا والنسیان وما استکرھوا علیہ

اللہ تعالیٰ نے میری امت میں (علمی ناواقفیت یا) بے ارادہ غلطی یا بھول چوک اور زبردستی کے معاملات معتبر نہیں گردانے۔ (ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۵۹)

لہٰذا عدالت کے روبرو خلع کے بعد خاوند کی طرف سے طلاق کا اقدام اسی قبیل سے ہے جس کی کوئی نئی تاثیر نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا مقدمہ میں خلع کی صورت میں جدائی اختیار کرنے والے میاں بیوی کے درمیان نئے نکاح کے ذریعہ رشتہ ازدواج میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ معروف طریقہ کے مطابق نکاح کے تمام شرعی آداب پورے کرکے دونوں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوسکتے ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم وعلمہ اتم

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ